زندگانی

جنابِ فضہؒ

رضوان اللہ علیہا

مؤلف

الحاج مولانا مقبول احمد صاحب قبلہ نوگانوی ممتاز الافاضل

زندگانی

جنابِ فضہ

رضوان اللہ علیہا

مؤلف:

الحاج مولانا مقبول احمد صاحب قبلہ نوگانوی ممتاز الافاضل

مقدمہ:

سید مراد علی جعفری

رحمت اللہ بک ایجنسی

کاغذی بازار میٹھادر کراچی ۷۴۰۰۰

فون: 2431577

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱	انتساب	۳
۲	التماس	۳
۳	عرضِ مؤلف	۴
۴	مقدمہ: جناب فضہ متکلمہ بالقرآن	۵
۵	حضرت فاطمہؑ اور فضہؓ	۱۹
۶	ابتدائیہ: جناب فاطمہؑ کی غلام نوازی	۲۱
۷	جناب فضہ رضوان اللہ علیہا	۲۵
۸	آپؓ کا نام و نسب	۲۵
۹	آپؓ کا وطن	۲۵
۱۰	آپؓ کی شادی	۲۸
۱۱	آپؓ کا خدمت پیغمبرؐ میں آنا	۲۹
۱۲	خدمت جناب فاطمہ زہراؑ	۳۰
۱۳	آپؓ کا زہد و ورع	۳۲
۱۴	سورۂ ہل اتیٰ میں آپؓ کی شمولیت	۳۳
۱۵	آپؓ کا علم و ہنر	۳۴
۱۶	آپؓ کا علم قرآن	۳۵
۱۷	آپؓ کے کرامات	۳۸
۱۸	مصائب جناب سیدہ پر آپؓ کا کردار	۴۰
۱۹	وفات جناب سیدہ کے بعد آپ کی زندگی	۴۲
۲۰	واقعہ کربلا میں آپؓ کی شرکت	۴۴
۲۱	وفات	۴۷
۲۲	تتمہ	۴۷
۲۳	اولاد	۴۸

انتساب

میں اپنی اس حقیر تالیف کو محبوبۂ رب العالمین' زوجۂ امیر المومنینؑ' سیدۃ النساء العالمین' بضعۃ الرسول الثقلین' ام الحسن والحسینؑ' شاہزادی کونین فاطمہ زاہراء صلوات اللہ علیہا کی خدمت میں پیش کر کے طالب مغفرت ہوں

مقبول احمد عفی عنہٗ

التماس

قارئین کرام سے درخواست ہے کہ ایک سورۂ فاتحہ پڑھ کر میری ہمشیرہ نثار فاطمہ مرحومہ و مغفورہ (جس نے عین حالت شباب میں داغ مفارقت دے کر سفر آخرت اختیار کیا اور اللہ کو پیاری ہو گئی) کی روح کو ایصال ثواب فرما کر ممنون کریں

ملتمس

مقبول احمد

بسمہٖ سُبحانہٗ

عرضِ مؤلّف

زیرِ نظر کتاب فروری ۱۹۷۲ء میں امامیہ مشن لکھنؤ سے شائع ہوئی تھی جو نایاب ہو چکی تھی اس کا دوسرا ایڈیشن ادارہ اسکینڈینیوین حسینی اسلامک ایسوسی ایشن ترولہتن سویڈن نے نشر کیا جس کو ناظرین نے پسند فرما کر قبولیت کا شرف بخشا اب اس کے تیسرے ایڈیشن کے شائع کرنے کا اعزاز ادارہ رحمت اللہ بک ایجنسی کراچی پاکستان نے حاصل کیا ہے۔ جناب اکبر حسین جیوانی مالک ادارہ کو ہماری تصنیفات کے شائع کرنے میں جو گہری دلچسپی ہو گئی ہے ہم ان کی اس اخلاقی جرأت سے بہت متاثر ہوئے ہیں ہمارے دل سے ان کے ترقی درجات اور توفیقات میں اضافہ کے لیے ہمیشہ دعائیں نکلتی رہیں گی۔ خدا انہیں طولِ حیات عطا فرما کر تا دیر اپنے دین کی خدمت لیتا رہے۔ آمین۔

والسّلام
علیٰ من اتبع الہدیٰ
مقبول احمد عفی عنہ
جون ۲۰۰۱ء

مقدمہ

بِاسْمِهٖ سُبْحَانَهٗ وَبِهٖ نَسْتَعِيْنُ
وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ

حضرت فاطمۃ الزہراؑ!

ــــــــ کی کنیز۔ بادشاہ حبشہ کی شہزادی

ــــــــ جناب فضہؑ! متکلمہ بالقرآن!

از: مراد علی جعفری

یوم عاشور میدان کربلا میں موجود تھیں اور مخدرات عصمت کے ساتھ دربار کوفہ وشام میں بھی۔!

جناب فضہؑ! کنیز حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراؑ!

جناب فضہ آلِ محمدؐ کی مخلص اور باوفا خادمہ تھیں۔ ہمارا سلام ہو جناب فضہ پر!

علامہ ملا محمد باقر مجلسی رحمہ اللہ نے اپنی تالیف بحار الانوار کی جلد ۹ کے ص۲۵ پر اختصاص سے روایت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

"جناب فضہؑ بادشاہ حبشہ کی بیٹی تھیں۔ اور جناب فضہ خاندان اہل بیتؑ کی گرانقدر کنیزوں میں سے تھیں۔ جس نے پنجتن پاک کی خدمت گزاری سے کبھی کوتاہی نہیں کی۔ عبادت الٰہی کا پورا اہتمام تھا۔"

خاتون عصمت، بانوے عفت، مخدومہ عالم،

فخرِ مریم ـــــ مریم کبریٰ ـــــ سیدۂ عالم ـــــ خاتونِ جنت ـــــ صدیقۂ طاہرہ ـــــ عصمتِ کبریٰ ـــــ نور کی شہزادی ـــــ صدیقۂ کبریٰ ـــــ حورار الانسیہ ـــــ فاضلۃ الزکیہ ـــــ الراضیۃ المرضیۃ ـــــ المحدث العلیہ صدیقۂ طاہرہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی خدمت گزاری کے لیے کمربستہ رہتی تھیں۔ آپ سیرتِ مطہرہ کی مالک تھیں اور نفسانی رذائل مکارمِ اخلاق میں بدل گئے تھے۔

"سرکارِ ختمی مرتبت، رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ گرامی میں کچھ قیدی آئے۔ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے التماس کی اور حضرت خاتونِ عصمت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے بھی عرضِ حال کیا تو حضورِ اقدس نے تسبیحِ فاطمہ تلقین فرمائی۔ غزوۂ خندق کے بعد آنحضرتؐ نے ایک کنیز فضہ نامی جناب فاطمہ زہراؑ کو عطا فرمائی۔ سیدۂ عالمیہؑ، فضہ کے ساتھ ایک کنیز کا سا نہیں بلکہ برابر سے ایک رفیق کا سا برتاؤ کرتی تھیں۔"

(رہنمایانِ اسلام، تالیف سید العلماء علی نقی رحمہ اللہ)

ورقہ کا کہنا ہے کہ:

"جب میں طواف کر رہا تھا ایک خاتون کو دیکھا۔ خوش شکل، ملیح شیریں عبارت دل کش مضمون، فصیح کلام، حضورِ الٰہی میں مناجات کر رہی تھیں میں آگے بڑھا کہا کہ اے کنیز! گمان کرتا ہوں کہ اہلبیتؑ کے خادموں میں سے ہوگی۔"

اس نے جواب میں کہا کہ:

"بے شک ـــــ!"

میں نے کہا کہ:

"اپنا تعارف کراؤ ــــــ!"

جواب دیا:

"میں فضہ، کنیز فاطمۃ الزہراؑ بنت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں ــــ!"

میں نے کہا کہ:

"مرحبا واھلاً وسہلاً۔ میں التماس کرتا ہوں کہ طواف سے فارغ ہونے کے بعد گندم فروشاں کے بازار میں توقف کرنا کہ میں ایک مسئلہ کے بارے میں دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ خدا تمہیں جزائے خیر دے۔"

ورقہ طواف کے بعد وہاں گیا۔ دیکھا کہ فضہ ایک گوشہ میں بیٹھی ہیں۔ میں نے کہا کہ:

"فضہ! مجھے جناب سیدہ عالمیہؑ کے حالات، ان کے پدر گرامی کے وصال اور بی بی فاطمۃ الزہراؑ کی وفات کے زمانے کے حالات بتلائیے۔"

جناب فضہ نے جب یہ سنا تو آنکھوں سے سیلاب اشک بہا آہ وزاری بلند ہوئی۔ کہا کہ:

"اے ورقہ بن عبداللہ! تو نے میرے زخمی دل کو ٹھیس پہنچائی۔ وہ درد جو قلب نہاں میں پنہاں ومخفی تھا آشکار کیا۔" جناب فضہ نے تمام حال بیان کیا!

مخدرہ معظمہ جناب فاطمۃ الزہراؑ کے بعد جناب فضہ آل طٰہٰ ویٰسین کی خدمت گزاری میں مصروف رہیں۔ امیر المومنین جناب علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے فرمان کی تعمیل میں دوبارہ تزویج کی۔ ایک مرتبہ ابو ثعلبہ حبشی سے۔ ایک فرزند

ہوا۔ اس کی ولادت کے بعد ابو ثعلبہ کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد سلیک بخطفان سے ترویج کی۔ اسی دوران ابو ثعلبہ کے بیٹے کا انتقال ہو گیا۔

ابو القاسم قشیری نے نقل کیا ہے کہ: ایک شخص نے بیان کیا کہ:

"ایک دن میں بیابان میں قافلے سے پیچھے رہ گیا تھا ایک خاتون کو بیابان میں دیکھا۔ دریافت کیا:

"تم کون ہو؟"

جواب میں کہا:

"وَقُلْ سَلٰمٌ، فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ٥

(پ ۲۵، سورالزخرف ۴۳، آیت ۸۹)

میں نے سلام کیا اور سوال کیا کہ:

"اس بیابان میں کیا کر رہی ہو؟

جواب تھا:

"وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ"

(پ ۲۴، سورۃ الزمر ۳۹، آیت ۳۷)

میں نے سوال کیا کہ:

"انسانوں سے تعلق ہے یا جنوں سے؟"

جواب میں کہا گیا:

"يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ۔"

(پ ۸، سورۃ الاعراف ۷، آیت ۳۱)

دریافت کیا : ______

" کہاں سے آئی ہو ______ ؟ "

جواب تھا کہ :

" يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ ۝ "

دم بی

(پ ۲۴، حم السجدة ۴۱، آیت ۴۴)

سوال کیا کہ :

" کہاں کا ارادہ ہے ______ ؟ "

جواب میں کہا کہ :

" وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ
مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ "

(پ ۴، آل عمران ۳، آیت ۹۷)

پوچھا : ______

" کتنے دن ہوئے گھر سے چلے ہوئے ______ ؟ "

جواب تھا :

" وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ۖ "

(پ ۲۶، ق ۵۰، آیت ۳۸)

سوال کیا : ______

" کچھ غذا و طعام کی ضرورت ہے ______ ؟ "

جواب تھا :

" وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ "

(پ ۱۷، الانبیاء ۲۱، آیت ۸)

جو کچھ بھی میرے پاس تھا تناول کیا۔ میں نے کہا:

"راستہ جلد طے کرنا چاہیے ——— !"

جواب میں کہا کہ:

"لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا"

(پ۳ ، البقرة ۲ ، آیت ۲۸۶)

میں نے کہا:

"میرے ساتھ سوار ہو جاؤ ——— !"

جواب میں فرمایا:

"لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا"

(پ۱۷ ، الانبیاء ۲۱ ، آیت ۲۲)

میں پیادہ ہو گیا ، خاتون کو سوار کیا۔

فرمایا:

"سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا"

(پ۲۵ ، الزخرف ۴۳ ، آیت ۱۳)

جب میں قافلہ سے ملحق ہو گیا تو دریافت کیا کہ:

"یہاں پر کوئی تمہارا واقف ہے ——— ؟"

جواب میں کہا کہ:

"يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ"

(پ۲۳ ، ص ۳۸ ، آیت ۲۶)

"وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ"

(پ۴ ، آل عمران ۳ ، آیت ۱۴۴)

"یٰیَحْیٰی خُذِ الْکِتٰبَ بِقُوَّةٍ ؕ"

(پ ۱۶ ، مریم ۱۹ ، آیت ۱۲)

"یٰمُوْسٰۤی اِنِّیْۤ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۙ"

(پ ۲۰ ، القصص ۲۸ ، آیت ۳۰)

اس کے بعد میں قافلہ میں آیا۔ ان ناموں سے پکارا، چار جوان آئے جو اس خاتون کی طرف متوجہ تھے۔ میں نے سوال کیا:

"یہ کون ہیں ______؟"

جواب میں فرمایا کہ:

"اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَةُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۚ"

(پ ۱۵ ، الکہف ۱۸ ، آیت ۴۶)

خاتون ان جوانوں سے مخاطب ہوئیں اور فرمایا:

"یٰۤاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ ؗ اِنَّ خَیْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِیُّ الْاَمِیْنُ ۝"

(پ ۲۰ ، القصص ۲۸ ، آیت ۲۶)

ان جوانوں نے مجھے اس کا صلہ دیا، احسان کیا۔ خاتون نے فرمایا کہ:

"وَاللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ ؕ"

(پ ۳ ، البقرہ ۲ ، آیت ۲۶۱)

جوانوں نے صلہ میں اضافہ کیا۔ پھر جوانوں سے میں نے پوچھا کہ:

"یہ خاتون کون ہیں ______؟"

انھوں نے جناب فضہ کا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ:

"یہ جناب فضہ، جناب فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی کنیز ہیں بیس سال کا عرصہ ہوا قرآن مقدس ہی سے تکلم کرتی ہیں۔ اسی لیے جناب فضہ کو۔ متکلمۃ بالقرآن "کہتے ہیں۔"

علامہ مجلسی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ:

جب جناب فضہ نے حضرت علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام کی فقر و تنگدستی دیکھی تو بہت متاسف ہوئیں۔ ان کے پاس کوئی کیمیا "تھا جو تانبے کو سونے میں تبدیل کر دیتا تھا۔ انھوں نے کچھ تانبا لیا اور اسے سونا بنا کر مولائے کائنات امیر المومنین حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ آقا کی خدمت اقدس میں پیش کر دیا ______!

امام عالی مقام حضرت علی علیہ السلام نے آپ سے ارشاد فرمایا کہ:

"اگر اس کیمیا کی جست کو پگھلاتیں تو اس کا رنگ بھی اچھا ہوتا اور قیمت بھی زیادہ ہوتی۔"

جناب فضہ نے عرض خدمت کیا کہ:

"آقا! کیا آپ اس علم سے بہرہ ور ہیں؟"

امام علیؑ نے ارشاد فرمایا کہ میرا یہ فرزند حسینؑ بھی جانتا ہے ______!"

اس کے بعد حجۃ اللہ البالغہ والنعمۃ السابغۃ غالب علی کل غالب، اسد الغالب حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام نے جناب فضہ کو

ایک طرف دیکھنے کا حکم دیا۔

فضہ نے یہ منظر دیکھا کہ سونے کا گردنِ شتر کے برابر ایک ٹکڑا پڑا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ:

"فضہ! اس طلا کو بھی وہاں رکھ دو۔"

جناب فضہ بے خود ہوئیں۔ آپ کے ذاتی غنا پر حیرت ہوئی

امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام قدوۃ المتقین علیہ الالاف التحیۃ والثنا نے دنیا کی بے ثباتی کا ذکر فرمایا۔ عقبیٰ کا حال سنایا۔ جناب فضہ حق بین ہوئیں۔ اس کے بعد جناب فضہ نے صبر و شکیبائی طاعت و زھد کو اپنا شعار بنالیا۔ گرسنگی میں اپنے آقاؤں علیہم السلام کا پورا ساتھ دیا یتیم و مسکین و اسیر کو جناب فضہ نے اپنا حصہ کھلایا۔

امیر المومنین علیہ السلام نے بارگاہ ایزدی میں دعا کی:

"اللھم بارک لنا فی فضتنا۔"

یعنی! اے اللہ فضہ کو ہمارے لیے باعث برکت بنا۔"

جب اہل بیت رسول اللہ گرسنہ ہوئے تو جناب فضہ بھی گرسنہ ہوئیں!

جب اہل بیت رسول اللہ تشنہ ہوئے تو جناب فضہ بھی تشنہ ہوئیں!

جب اہل بیت رسول اللہ روزہ رکھتے تو جناب فضہ بھی روزہ رکھتیں!

جب اہل بیت رسول اللہ افطار کرتے تو جناب فضہ بھی افطار کرتیں!

جب اہل بیتؑ رسول اللہ ، رسول اللہ کے واصل بحق ہونے سے سوگوار تھے تو جناب فضہؑ بھی سوگوار تھیں!

جب جناب فاطمۃ الزہراؑ دربار حاکم میں پیش ہوئیں تو جناب فضہؑ بھی ساتھ پیش ہوئیں!

جب حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ گوشہ نشیں ہوئے تو جناب فضہؑ بھی گوشہ نشیں تھیں!

جب رسول اللہ کی اکلوتی صاحبزادی شہید ہوئیں تو جناب فضہؑ اہل بیتؑ رسول اللہ کے ساتھ سوگوار تھیں!

جب امیر المومنین حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ شہید ہوئے تو جناب فضہؑ بھی اہل بیتؑ رسول اللہ کے ساتھ کوفہ میں سوگوار تھیں!

جب امام حسن علیہ السلام مدینہ میں شہید ہوئے تو جناب فضہؑ بھی اہل بیتؑ رسول اللہ کے ساتھ مدینہ میں سوگوار تھیں!

جب امام حسین علیہ السلام نے مدینہ سے مکہ ہجرت فرمائی تو جناب فضہؑ بھی ہمراہ تھیں!

جب امام حسین علیہ السلام مکہ سے جانب کوفہ روانہ ہوئے تو جناب فضہؑ ساتھ تھیں!

جب امام حسین علیہ السلام وارد کرب و بلا ہوئے تو جناب فضہؑ ساتھ تھیں!

جب لشکر یزید نے سات (۷) محرم الحرام کو اہلبیتؑ پر پانی بند کر دیا تو جناب فضہؑ بھی اہل بیت رسول اللہ کے ساتھ تشنہ رہیں۔

جب بروز جمعہ ۱۰ محرم الحرام ۶۱ھ فرزند رسول اللہ کو

شہید کیا گیا تو جناب فضہ یوم عاشور کربلا میں موجود تھیں!

جب سے امام زین العابدین علیہ السلام اور مخدرات عصمت وطہارت اہل بیت رسول اللہ کو بے کجاوہ اونٹوں پر کربلا سے کوفہ لایا گیا تو جناب فضہ ساتھ ساتھ تھیں!

جب سے اہل بیت رسول اللہ کو کوفہ سے دمشق، ترک و دیلم کے قیدیوں کی طرح لایا گیا اور یزید ملعون کے بھرے ہوئے دربار میں پیش کیا گیا تو جناب فضہ ساتھ ساتھ رہیں!

غرض یہ کہ جناب فضہ اہل بیت رسول اللہ کے ساتھ ہر مصیبت و بلا میں شریک و سہیم تھیں۔ یہاں تک کہ جیسا عرض کیا گیا یوم عاشور میدان کربلا میں بھی موجود تھیں اور مخدرات عصمت کے ساتھ دربار کوفہ و شام میں بھی رہیں ـــــــ!

ابوالقاسم قشیری اور دیگر مورخین اس امر پر متفق ہیں کہ جناب فضہ کو ایک مدت جناب السیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی کنیزی کا شرف حاصل رہا جس کی وجہ سے اسلام کے حقائق و معارف اور تعلیمات جناب فضہ کی رگ رگ میں سرایت کر گئی تھیں جس کے منطقی نتیجہ میں آپ اسلام مجسم کی ایک کڑی بن گئیں۔ آپ زہد و تقویٰ، ایمان کامل اور یقین واثق کی زندہ تصویر تھیں، جیسا کہ نوادر سہیلی میں عبداللہ بن مبارک سے روایت ہے کہ:

جب وہ بقصد زیارت خانہ کعبہ اور روضہ رسول اللہ روانہ ہوا، تو ایک بیابان میں ایک بی بی سر سے پاؤں تک سیاہ لبادہ میں ملبوس نظر آئیں۔ خاتون سے استفسار کرنے پر زبان سے قرآن مقدس کے الفاظ اور آیات کی تلاوت سنی۔ مزید استفسار پر معلوم ہوا کہ وہ جناب فضہ کنیز

جناب فاطمۃ الزہراؑ ہیں۔

جناب فضہؑ جناب ثانی الزہراؑ زینبؑ علیا کے ہمراہ وارد کربلا ہوئیں اور اہل بیت رسولؐ اللہ کی تمام مصیبتوں میں شریک رہیں۔

ایک اور واقع گفتنی ہے اور وہ یہ کہ رسولؐ اللہ نے اپنے مرض الموت میں جناب فضہؑ کو طلب فرمایا۔ چنانچہ یہ خاتون حاضر خدمت ہوئیں سرکار دو عالمؐ نے ارشاد فرمایا کہ:

"جو آرزو دل میں ہو بیان کرو!"

لہٰذا جناب فضہؑ نے دست بستہ عرض خدمت اقدس کیا کہ "دعا فرمائیے کہ میری عمر اس قدر طولانی ہو جائے کہ میں واقعہ کربلا تک زندہ رہوں اور آپؐ کے اہل بیت کے ساتھ ہر مصیبت و بلا میں شریک و سہیم رہوں ــــــــ!"

رسولؐ اللہ نے جناب فضہؑ کے حق میں دعا فرمائی جس کے نتیجہ میں یوم عاشور میدان کربلا میں بھی موجود تھیں اور مخدرات عصمت و طہارت کے ساتھ دربار کوفہ و شام میں بھی رہیں۔

جناب فضہؑ حبشی نسل سے تھیں۔ اسلام قبول کرنے سے پہلے آپ نوبیہ کے نام سے مشہور تھیں۔ رسولؐ اللہ نے آپ کا نام فضہ رکھا۔ فضہ عربی زبان کا لفظ ہے۔ یہ قواعد میں اسم جنس نکرہ ہے۔ قرآن مقدس میں لفظ فضہ دو جگہ استعمال ہوا ہے

۱:- پارہ ۲۵، سورہ الزخرف ۴۳۔ آیت ۳۳:-

"لَجَعَلْنَا لِمَنْ يَكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ

لِبُيُوتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّ
مَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ ۙ "

۲:- پارہ ۲۹ ، سورہ الدہر ۷۶ ، آیت ۲۱ :-

"عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ
وَّاِسْتَبْرَقٌ ؛ وَّحُلُّوْٓا اَسَاوِرَ مِنْ
فِضَّةٍ ، وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ۝

دونوں مقام پر فضہ کے معنی چاندی کے ہیں ، یہ ایک سفید دھات ہوتی ہے جس سے زیورات بنائے جاتے ہیں۔

جناب فضہ دراز قد تھیں آپ کے جسم کا رنگ چمکتا ہوا خوشبودار گندمی تھا۔ آپ کی آنکھیں بڑی بڑی تھیں اور جسم کے تمام حصے اپنے انداز سے ایک دوسرے کے مناسب تھے۔ چہرہ پر جلال نظر آتا تھا۔ مختصر یہ کہ اعضائے جسم مناسب تھے!

جناب فضہ کا سن مبارک!

جیسا کہ اوپر عرض خدمت کیا گیا کہ رسول اللہؐ نے جنگ خیبر کے بعد ایک کنیز فضہ نامی جناب فاطمۃ الزہراؑ کو عطا فرمائی۔

(رہنمائے اسلام)

جنگ خیبر ۷ھ ہجری میں واقع ہوئی۔ اس طرح ۷ھ سے ۱۱ھ ہجری تک جناب فضہ سیدۂ عالمیہؑ کی خدمت میں رہیں۔ اس کے بعد

سنہ ۴۰ھ تک حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ کے زیر کفالت رہیں۔

سنہ ۴۰ھ سے سنہ ۵۰ھ تک حضرت امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں رہیں اور سنہ ۵۰ھ سے سنہ ۶۱ھ تک امام عالی مقام حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں زندگی بسر ہوئی۔

اس کے بعد جناب فضہ بائیس یا تئیس سال مدینہ چھوڑنے کے بعد زندہ رہیں۔ اگر سنہ ۶۳ھ میں مدینہ چھوڑا تو سنہ ۸۶ھ یا سنہ ۸۵ھ تک بقید حیات رہیں۔ اپنی مخدومہ سے بہتر یا تہتر سال اس دنیا میں جدا رہ کر دار جاودانی کو روانہ ہوگئیں۔ اور دنیائے اسلام کی عورتوں کے لیے اپنے طرز زندگی سے وہ کمال انسانیت کی منزل پر پہنچنے کا سبق عطا کر گئیں۔

ے

گِلی خوشبوی در حمام روزی
رسید از دست محبوبی بدستم

بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری
کہ بوئی دلآویز تو مستم

بگفتا من گِلی ناچیز بودم
ولیکن مدتی با گُل نشستم

کمال ہم نشیں بر من اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

حضرت فاطمہؓ اور فضہؓ

"ملفوظات خواجہ بندہ نواز گیسو درازؒ" جو
کہ "نفیس اکیڈمی کراچی" نے "جوامع الکلام" کے نام سے شائع کی ہے۔ اس کتاب
میں حضرت فاطمہؓ اور آپ کی کنیز جناب فضہؓ کی کرامت کا واقعہ اس طرح
درج کیا ہے۔ حضرت مخدومؒ بیان کرتے ہیں کہ:

"ایک مرتبہ امیر المومنین حضرت امام علیؓ کے گھر میں کئی روز سے فاقہ تھا۔
جناب امیر المومنینؓ کی لونڈی فضہؓ نے خاتونِ جنت حضرت فاطمہؓ سے عرض کیا کہ
اگر اجازت ہو تو میں کچھ لکڑیاں اور گھاس لے آؤں تاکہ گھر کا کچھ کام چلے؟ اجازت
ملنے پر وہ گھر سے باہر گئیں۔ لکڑیوں کے ساتھ کچھ گھاس اور گل خیری بھی لیتی آئیں۔
مٹی سے ایک بوتہ بنایا اور اس بوتہ میں اپنا کنگن جو جنت کا تھا ڈال دیا اور آگ پہ
گرم کرکے کوٹا اور اس میں لائی ہوئی گھاس کا عرق ٹپکایا اور بوتہ کا منہ بند کرکے
مہر کر دیا۔ اور اس بوتہ کو ایک پہر آگ میں ڈال دیا۔ جب آگ ٹھنڈی ہوگئی تو بوتہ
کو نکال کر توڑا کنگن کے برابر چاندی اس میں موجود تھی۔ اس چاندی کو حضرت فاطمہؓ
زہراؓ کے پاس لے گئیں۔ آپ نے پوچھا: "فضہؓ یہ کیا لائی ہو؟"

فضہؓ نے عرض کیا: "میں نے یہ عمل جاہلیت کے زمانے میں سیکھا تھا آج
میں نے گھر میں تنگدستی دیکھی تو خیال آیا کہ میرا یہ علم کس دن کام آئے گا جو آج
کام نہ آیا۔"

حضرت فاطمہؓ زہراؓ نے فرمایا: "اس کو خوردہ کرا کر لاؤ۔"

جب وہ لے کر آئیں تو آپ نے فضہؓ کے ذریعہ سب کو غریبوں میں تقسیم کرا دیا
اور اپنے گھر کے لیے ایک پیسہ بھی نہ رکھا۔ فضہؓ یہ دیکھ کر حیران ہوگئیں۔ پھر دوسرے

دن حضرت فاطمہؓ نے فرمایا: "فضہؓ! آج پھر لکڑی اور گھاس وغیرہ لے کر آؤ، اور فلاں مقام پر ایک گھاس ہے جو اس شکل کا ہے، اور اس کی پتیاں اِس طرح کی ہیں، انھیں لے آؤ، اور جس طرح کل بوتہ بنایا تھا اُسی طرح بناؤ، اور آگ جلاؤ۔"

فضہؓ نے ایسا ہی کیا۔ آپؓ نے حضرت امیر المومنینؑ کا نیزہ لے کر لکڑی اُس میں سے نکال دی، اور اُس نیزے کے پھل کو آگ میں ڈال دیا، یہاں تک کہ اُس کی کثافت اور زنگ زائل ہوگیا۔ اس کے بعد اُس کو بوتہ میں رکھ کر اُس گھاس کا عرق ٹپکانے کے لیے کہا۔ ایسا کرنے پر ایک گھنٹے کے بعد وہ نیزہ خالص سونا ہوگیا۔ پھر اُس کو خوردہ کرا کر سب کا سب غریبوں میں تقسیم کر دیا۔ اور اپنے لیے ایک پیسہ بھی نہیں رکھا۔

فضہؓ نے عرض کی: "اے بنتِ رسولؐ! جب اللہ نے آپؓ کو یہ علم عطا فرمایا ہے، تو پھر تھوڑا اس کو مصرف میں کیوں نہیں لیتیں کہ تنگدستی باقی نہ رہے۔؟"

حضرت فاطمہؓ نے فرمایا: "اگر میں یہ عمل کروں تو جو اللہ سے نعمتیں اور عطیات مجھ کو ملتے ہیں، وہ نہ ملیں گے۔"

* یہ قصہ بیان کرنے کے بعد حضرت مخدوم نے فرمایا کہ: یہ عمل تو صحیح ہے لیکن اِس سے دل تاریک ہو جاتا ہے۔ *

ابتدائیہ

جناب فاطمہ زہراؑ کی غلام نوازی

جناب سیدہ جو بقول رسولؐ جزو رسالت ہیں اور جن کے بارے میں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر علیؑ نہ ہوتے تو فاطمہؑ کا کوئی کفو نہ ہوتا۔ جناب فاطمہؑ علیؑ کے گھر آگئیں اور اب نئے انداز سے ہدایت شروع ہوگئی۔ بحرین کا اجتماع تھا اور اس انداز سے ہدایت ہو رہی تھی کہ مردوں کی ہدایت باہر ہوتی رہی اور عورتوں کی ہدایت اندر ہوتی رہی۔ باہر کی ہدایت سے سلمان و قنبر تیار ہوئے اور اندر کی ہدایت سے فضہ تیار ہوئیں۔ ادھر سلمان اتنے تیار ہو گئے کہ رسولؐ نے منا اھل البیت کہا۔ ابوذر ایسے تیار ہوئے کہ اصدق الناس کہلائے، اور قنبر ایسے تیار ہوئے علیؑ نے پیار سے بیٹا کہہ دیا۔ مگر فضہ کی تیاری عجب شان کی تھی گویا بحرین کے منہ سے موتی نکل رہے تھے۔ فضہ اس طرح تیار ہوئیں کہ ایک دن رسولؐ دریافت کرتے ہیں فضہ! کہو کیا حال ہے؟ فضہ نے عرض کی حضور! میرا حال تو یہ ہے کہ مجھ سے بہتر کسی کا حال ہے ہی نہیں۔ رسولؐ نے پوچھا فضہ کیا بہتری دیکھی تو نے۔ عرض کی حضورؐ اس سے بہتر بھی کوئی بات ہو سکتی ہے کہ فاطمہؑ مجھے بہن کہتی ہیں اور میری خوشی میرے دل سے پوچھیے جب میں صبح کو سو کر اٹھتی ہوں تو حسینؑ اماں کہہ کر سلام کرتے ہیں، زینب مجھے ماں کہہ کر سلام کرتی ہے، اس سے زیادہ مجھے کیا عزت چاہیے۔

درحقیقت غلامی کا صحیح مفہوم جو اسلام نے پیش کیا ہے وہ سیدہؑ کے گھر سے دستیاب ہوتا ہے۔ اگر فضہ سے پوچھا جائے کہ تمھاری شاہزادی کا تمھارے ساتھ کیا برتاؤ ہے؟ تو اس گھر کی کنیز یہ جواب دے گی کہ ایک دن گھر کا کام میں کرتی ہوں اور ایک دن ملکہ خانہ کرتی ہیں۔

اس کے معنی یہ ہیں کہ حقیقتہً غلامی غلامی نہ تھی، وہ لوگ افراد خانہ میں شامل کر لیے جاتے تھے۔

جناب فضہ جنگ خیبر کے بعد آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آنحضرت نے آپ کو اپنی بیٹی فاطمہ زہراؑ کو عطا فرمایا مگر اس کے ساتھ ہی یہ تاکید کر دی کہ ایک دن فضہ سے کام لینا اور دوسرے دن خود کرنا، اور دکھ درد میں اس سے پوری ہمدردی کا برتاؤ کرنا۔ دختر رسولؐ نے پوری زندگی اس نصیحت پر عمل کیا اور فضہ اور اپنے درمیان کام کرنے کے دن مقرر کر لیے۔ ایک دفعہ سرور کائنات خانۂ سیدہ میں تشریف لے آئے دیکھا سیدہ گود میں بچے کو لیے چکی پیس رہی ہیں، فرمایا بیٹی ایک کام فضہ کے حوالے کر دو، عرض کی بابا جان! آج فضہ کی باری کا دن نہیں ہے۔ (مناقب ۲۴)

ابن حجر عسقلانی نے اصابہ فی تمیز الصحابہ جلد ۸ میں لکھا ہے کہ کانت شاطرۃ الخدمۃ (جناب فضہ جلد جلد کام کرتی تھیں) پھر بھی خاتون جنت نے تمام کام کا بار فضہ پر نہیں ڈالا بلکہ باری مقرر کر دی تھی۔ ایک دن فضہ اور دوسرے دن خود مرسل اعظم کی بیٹی کام کرتی تھی۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ اگر دو کام ہوتے تھے تو اس میں فضہ کو اختیار ہوتا تھا۔ ایک دن آپ نے فرمایا فضہ یا تو تم آٹا خمیر کر لو میں روٹی پکا لوں یا میں آٹا گوندھ لوں تم روٹی پکا لو۔ فضہ نے عرض کی بی بی میں آٹا بھی گوندھ لوں گی اور چولھا بھی سلگا دوں گی

آپ روٹی پکا لیجیے ۔ یہ کہہ کر جناب فضہ ایندھن کا انتظام کرنے لگیں لیکن لکڑیوں کا بوجھ اٹھا نہ سکا تو آپ نے وہ دعا پڑھنی شروع کی جو خود آنحضرت نے آپ کو تعلیم فرمائی تھی۔ بتاثیر دعا سے ایک اعرابی ظاہر ہوا جو قبیلہ ازد کا معلوم ہوتا تھا، وہ باب فاطمہؑ تک لکڑیاں پہنچا گیا۔

امام رضا علیہ السلام نے اپنے آبا کرام سے اور انھوں نے حضرت امام زین العابدینؑ سے روایت کی ہے کہ اسماء بنت عمیس نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں آپ کی جدہ ماجدہ کی خدمت میں حاضر ہوئی کہ جناب رسولِ خدا تشریف لائے۔ حضرت فاطمہؑ کے گلے میں ایک سونے کا طوق (نیکلس) تھا جسے حضرت علی علیہ السلام نے اپنے مال غنیمت کے حصہ سے آپ کے لیے خریدا تھا، آنحضرتؐ نے دیکھا تو فرمایا بیٹی! اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن کہیں لوگ یہ نہ کہنے لگیں کہ محمدؐ کی بیٹی بھی اب شاہانہ لباس پہننے لگی یہ سن کر حضرت فاطمہ زہرا نے وہ طوق اتار کر فروخت کر دیا، پھر اس کی قیمت سے ایک کنیز خریدی اور اسے آزاد کر دیا اس پر رسولؐ خدا بہت مسرور ہوئے۔ (صحیفۃ الرضا، ترجمہ بحار الانوار ص ۸۱)

ایک روایت میں ہے کہ ایک دفعہ جناب رسولؐ خدا جناب فاطمہؑ کے گھر گئے، دیکھا کہ ایک پردہ رنگین دروازے پر لٹکا ہوا ہے اور حضرت فاطمہؑ کے ہاتھ میں چاندی کے دو کنگن ہیں ایک روایت میں ہے کہ گلے میں چاندی کی ایک زنجیر تھی۔ آپ یہ دیکھتے ہی واپس چلے گئے۔ جناب فاطمہؑ کو بہت ملال ہوا جب پیغمبر اسلام کے واپس چلے جانے کی وجہ معلوم ہوئی تو آپ نے وہ دونوں چیزیں فروخت کر کے قیمت جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں بھجوا دی اور آنحضرتؐ نے اس کو اصحاب صفہ کے اوپر خرچ کیا۔

ایک روایت ہے کہ جناب فاطمہؑ نے ان کی قیمت سے ایک غلام خرید کر آزاد کیا۔ جب آنحضرتؐ کو یہ معلوم ہوا تو آپ بڑے خوش ہوئے اور فرمایا سب تعریف خدا کے لیے ہے جس نے فاطمہؑ کو نار جہنم سے نجات دی۔ (اعیان الشیعہ ص ۳۱۰)

(مولف روایت کے جملہ الفاظ سے متفق نہیں ہے)

زمانۂ حیات جناب فاطمہؑ میں فضہ کے علاوہ کسی اور لونڈی کا نام نہیں آتا۔ لہٰذا ہم اصول تاریخ نویسی کو مدنظر رکھ کر یہ نہیں کہہ سکتے کہ فضہ کے علاوہ اور بھی کوئی کنیز جناب فاطمہؑ کے پاس تھی۔ حضرت فضہ فتح خیبر کے بعد آئی ہیں اور جناب رسولؐ خدا نے یہ حکم دیا تھا کہ ایک دن گھر کا کام فضہ کیا کرے اور ایک دن جناب فاطمہؑ۔ غلامی میں یہ عدل تھا۔

والسّلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

مقبول احمد عفی عنہ

جنابِ فضّہ رضوان اللہ علیہا

آپ کا نام و نسب

آپ کا نام میمونہ تھا۔ حضرت رسولؐ خدا نے ان کا نام فضہ رکھا۔ فضہ کے معنی چاندی کے ہیں گویا رسولؐ خدا نے ان کے سیاہ فام ہونے کے باوجود انھیں چاندی بنادیا اور روشن ضمیر کر دیا۔ علامہ شیخ جعفر بن محمد جعفر نقاری لکھتے ہیں، ھی کانت بنت ملک من ملوک الحبشۃ وہ حبشہ کے بادشاہوں میں ایک بادشاہ کی لڑکی تھیں۔ (انوار العلویہ ص ۱۰۶ طبع نجف اشرف)

علامہ رجب علی برسی نے کتاب مشارق الانوار میں انھیں ہندوستان کے ایک بادشاہ کی لڑکی لکھا ہے (رسالہ فضہ ص ۲ طبع لاہور) لیکن یہ میرے نزدیک درست نہیں ہے۔ (ماخوذ از چودہ ستارے نجم الحسن کراروی) بعض مورخین کا خیال ہے کہ آپ قبیلہ نوبہ سے تھیں اس لیے حبشی نوبیہ مشہور ہیں۔ افسوس ہے کہ آپ کی ولادت کے حالات نہ مل سکے۔

آپ کا وطن

جناب فضہ کے وطن کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ آپ کا وطن ہندوستان تھا مگر قول مشہور یہ ہے کہ آپ حبشہ جو براعظم افریقہ کا ایک ملک ہے کی رہنے والی تھیں۔ براعظم افریقہ کا انبیاء و ائمہ اور اسلام سے

بہت گہرا تعلق ہے۔ حضرت یوسفؑ اور حضرت موسیٰؑ جیسے بڑے پیغمبروں نے اپنی زندگی کا بڑا حصہ افریقہ ہی میں بسر کیا ہے۔ ہمارے نبیؐ کی جدۂ عالیہ حضرت ہاجرہ افریقہ کے ملک مصر کی شہزادی تھیں۔

جب ہمارے نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مکہ میں اسلام کی تبلیغ شروع کی تو کافروں نے آپ کو اور آپ کے ماننے والے مسلمانوں کو ستانا شروع کیا آپ نے یہ دیکھ کر بعض مسلمانوں کو جناب جعفر طیار کے ساتھ حبش (افریقہ) بھیج دیا۔ وہاں کے بادشاہ نے ان مظلوم مسلمانوں کو پناہ دی اور دشمن کی ریشہ دوانیوں کو مسترد کیا جو مکہ سے جا کر شاہ حبش کو مسلمانوں سے بدظن کرنا چاہتے تھے۔ رسولؐ کی ایک زوجہ ماریہ قبطیہ افریقہ کی رہنے والی تھیں۔ آپ افریقہ کے مشہور قبیلہ نوب سے تھیں اور رسولؐ خدا کو گود میں کھلانے والی ام ایمن (برکہ) افریقہ ہی کی رہنے والی تھیں۔ ان کے ایک بیٹے ایمن جنگ خیبر میں شہید ہوئے۔ ان کے دوسرے بیٹے اسامہ بن زید تھے جن کو رسولؐ نے اپنی زندگی میں ایک ایسے لشکر کا سپہ سالار بنا دیا تھا جس میں بڑے بڑے صحابی شامل تھے۔ اور آپ کے ایک خاص صحابی اور موذن حضرت بلال بھی افریقہ کے باشندے تھے۔ بلال اسلام کے پہلے موذن تھے۔ اور جون حبشی جن کو نواسۂ رسولؐ حضرت امام حسینؑ کی معیت میں شہادت کا شرف حاصل ہوا ان کا وطن بھی افریقہ ہی تھا۔ (ان سب کا تذکرہ کتاب ہذا کے پچھلے صفحات میں مفصل ہو چکا ہے مولف)

آج بھی افریقہ میں کروڑوں مسلمان آباد ہیں۔ شمالی افریقہ میں مصر، سوڈان، طرابلس، تیونس، الجزائر اور مراکش خاص اسلامی ملک ہیں۔ مغربی افریقہ میں گنی اور نائجیریا میں مسلمانوں کی حکومت ہے۔ مشرقی افریقہ میں صومالیہ اور زنجبار

میں مسلمانوں کی حکومتیں قائم ہیں۔ مشرقی افریقہ کے ممالک تانزانیہ، کینیا اور یوگنڈا میں کافی شیعہ اثنا عشری آباد ہیں۔ شمالی افریقہ کا سب سے اہم ملک مصر ہے۔ آج سے ہزاروں سال پہلے مصر کے بادشاہوں کو فرعون کہتے تھے۔ حضرت موسیٰؑ نے ایک فرعون ہی کے گھر میں پرورش پائی تھی۔ مصر کی راجدھانی قاہرہ ہے۔ یہ اسلامی دنیا کا بہت بڑا شہر ہے۔ یہاں کی سب سے پرانی یونیورسٹی الازہر موجود ہے جو ایک ہزار سال سے علم کا گہوارہ بنی ہوئی ہے۔ قاہرہ میں راس الحسینؑ نام کی ایک عمارت ہے جہاں ہزاروں مصری جمع ہو کر امام حسینؑ سے اپنی محبت وعقیدت کا اظہار کرتے ہیں۔ مصر کے جنوب میں سوڈان ہے۔ یہ بھی ایک آزاد اسلامی ملک ہے۔ مصر اور سوڈان میں دریائے نیل بہتا ہے۔ یہ وہی دریا ہے جس پر حضرت موسیٰؑ نے عصا مارا تھا تو دریا کا پانی پھٹ گیا تھا اور حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کو لے کر مصر سے نکل گئے تھے۔ اسلامی تاریخ میں اس کا ذکر بار بار آتا ہے۔

مصر کے مغرب میں لیبیا ہے جہاں سنوسی عربوں کی حکومت ہے۔ لیبیا سے مغرب سمت میں تیونس ہے۔ یہ بڑا زرخیز علاقہ ہے اور اب وہاں بھی ایک آزاد اسلامی حکومت قائم ہے۔ تیونس کے مغرب میں الجزائر ہے جو اپنی پیداوار اور معدنیات کے لیے مشہور ہے۔ الجزائر کے مغرب میں مراقش ہے جہاں ایک آزاد مسلمان سلطان کی حکومت ہے۔ مراقش سے ہی مسلمانوں نے پہلی بار یورپ پر حملہ کیا تھا اور اسپین پر قبضہ کر لیا تھا جہاں صدیوں تک مسلمان حکومت کرتے رہے۔ شمالی افریقہ کی طرح مغربی اور وسطی افریقہ کے علاقوں میں بھی مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ مغربی افریقہ میں نائجیریا اور گنی کی آزاد حکومتیں قائم ہیں۔ صحارا، مالی اور کانگو کے علاقوں میں بھی مسلمانوں کی اکثریت ہے۔

مشرقی افریقہ میں زنجبار کی مسلم ریاست قدیم تھی۔ اب ٹانگا نیکا اور زنجبار ملا کر ٹانزانیہ ایک ملک ہو گیا ہے۔ یہاں شیعہ آبادی کافی تھی۔ وہ مساجد اور کئی امام باڑے تھے۔ اب شیعہ اکثریت ہجرت کر کے دارالسلام اور ممباسہ میں آ گئی ہے۔ ٹانزانیہ میں بھی مسلم اکثریت ہے اور اس ملک میں جگہ جگہ شیعہ اثنا عشری بھی موجود ہیں۔ ٹانزانیہ کے دارالحکومت دارالسلام میں بھی بہت بڑی شیعہ مسجد اور امام باڑہ ہے اور آٹھ دس ہزار شیعہ آباد ہیں۔ ٹانزانیہ کے دوسرے تمام بڑے شہروں اروشہ موشی، ٹانگا، موانزہ اور سونگیا، لینڈی، بکوبا وغیرہ میں بھی شیعہ مساجد اور امام باڑے موجود ہیں اور ان میں جماعت اور مجالس و محافل کے پروگرام بڑے زور و شور سے ہوتے ہیں۔ کینیا میں نیروبی اور ممباسہ شہروں میں شیعہ اچھی خاصی تعداد میں ہیں اور یہاں تبلیغ کا کام اطمینان بخش ہے۔ یوگنڈا میں اب شیعہ اقلیت میں رہ گئے ہیں۔ افریقہ میں اسلامی اثرات کی نمایاں نشانی عربی زبان ہے۔ شمالی افریقہ کی عام زبان عربی ہے اور مشرقی افریقہ کی سواحلی زبان میں بے شمار عربی الفاظ موجود ہیں۔ مشرقی افریقہ میں شیعہ آبادی صومالیہ، ٹانزانیہ، کینیا، یوگنڈا، کانگو، مڈغاسکر میں پائی جاتی ہے۔

آپ کی شادی

جناب فضہ جب حضرت فاطمہ زہراؑ کی خدمت میں آئی تھیں تو غیر شادی شدہ تھیں۔ انھوں نے شاہی ٹھاٹھ باٹ کو خیر باد کہہ کر حضرت فاطمہ زہراؑ کی خدمت کو اپنا فریضہ بنا لیا تھا۔ وہ پاکیزہ دل خاتون تھیں اور پاک گھرانے کی خدمت کو دنیا و آخرت کی عزت سمجھتی تھیں۔ حضرت فاطمہؑ جب تک زندہ رہیں انھوں نے اپنی شادی نہیں کی البتہ ان کی وفات کے بعد حضرت علی علیہ السلام کے

اصرار پر رضامندی ظاہر کی۔ چنانچہ ان کی تزویج کردی گئی۔ حضرت امام جعفر صادقؑ علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کانت لفاطمة الزهراء جارية يقال لها فضه نصارت بعدها لعلی فزوجها من ابی ثعلبه فتزوجها من بعده ابو سليك الغطفانی حضرت فاطمہ زہراؑ کی ایک کنیز تھیں جن کو فضہ کہتے تھے جب بی بی فاطمہؑ کا انتقال ہو گیا تو وہ حضرت علیؑ کی خدمت گزاری کرنے لگیں حضرت علیؑ نے ان کی شادی ابو ثعلبہ حبشی سے کر دی جس سے ایک لڑکا پیدا ہوا پھر ابو ثعلبہ کا انتقال ہو گیا اس کے بعد حضرت علی علیہ السلام نے ان کا عقد ابو سلیک غطفانی سے کر دیا تھا۔ (انوار علویہ ص ۵۹)

آپ کا خدمت پیغمبرؐ میں آنا

افسوس ہے کہ آپ کے تفصیلی حالات دستیاب نہ ہو سکے اور آپ کے بارے میں صحیح طور پر یہ معلوم نہ ہو سکا کہ آپ کب اور کیسے خدمت پیغمبرؐ میں آئیں۔ مختلف روایات ہیں۔ بعض مورخین کہتے ہیں کہ شاہ حبش نے آنحضرتؐ کی خدمت میں بطور تحفہ بھیجا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ زر خرید تھیں اور بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ آپ قید ہو کر آنحضرتؐ کی خدمت میں پہنچیں مگر یہ قول قابل قبول اس لیے نہیں ہے کہ آنحضرتؐ کے زمانے میں عرب کے باہر کوئی جنگ نہیں ہوئی جہاں سے اسیر لائے جاتے۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ آپ یہودان عرب میں سے کسی کی کنیز ہوں اور وہاں سے اسیر ہو کر آنحضرتؐ کی خدمت میں لائی گئی ہوں۔ زیادہ قرین قیاس یہی معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ نے اپنی بیٹی جناب فاطمہ زہراؑ کے لیے خریدا ہو ورنہ کہیں نہ کہیں آنحضرتؐ کا فضہ کو اپنے حصہ میں سے لے کر فاطمہ زہراؑ کو دینے کا تذکرہ موجود ہوتا۔ بہر حال کوئی صورت بھی ہو جنگ خیبر کے بعد آپ

رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔

خدمت جناب فاطمہ زہرؑا

اس کے بعد آنحضرتؐ نے اپنی بیٹی فاطمہؑ کو عطا فرما دیا مگر اس کے ساتھ ہی یہ تاکید کر دی کہ ایک دن فضہ سے کام لینا اور دوسرے دن خود کرنا اور دکھ درد میں اس سے پوری ہمدردی کا برتاؤ کرنا۔ دختر رسولؐ نے پوری زندگی اس نصیحت پر عمل کیا اور فضہ اور اپنے درمیان کام کرنے کے دن مقرر کر لیے۔ ایک دفعہ سرور کائنات خانۂ سیدہ میں تشریف لے آئے، دیکھا سیدہؑ گود میں بچے کو لیے ہوئے چکی پیس رہی ہیں۔ فرمایا بیٹی ایک کام فضہ کے حوالے کر دو، عرض کی بابا جان! آج فضہ کی باری کا دن نہیں ہے۔

دختر رسول حضرت فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا اپنے گھر کے تمام کام خود انجام دیتی تھیں۔ سینے پر پانی کی مشک اٹھاتے اٹھاتے گٹھل بن گیا تھا اور ہاتھوں میں چکی پیستے پیستے چھالے پڑ گئے تھے۔ خود ہی چولھے میں آگ روشن فرماتی تھیں یہاں تک کہ آپ کے کپڑے دھوئیں سے سیاہ ہو جاتے تھے۔ خود ہی اپنے ہاتھ سے جھاڑو دیتی تھیں یہاں تک کہ آپ کے کپڑے گرد آلود ہو جاتے تھے۔ یہ دیکھ کر ان کے شوہر نامدار حضرت علی علیہ السلام نے آپ سے فرمایا کیا اچھا ہوتا کہ آپ اپنے والد ماجد سے ایک خادمہ طلب فرما لیتیں اس لیے کہ میں دیکھتا ہوں کہ آپ بڑی مشقت اٹھا رہی ہیں۔ آپ آنحضرتؐ کی خدمت میں تشریف لائیں، وہاں بہت مجمع تھا، حیا کے مارے بغیر کچھ کہے واپس چلی آئیں۔ ان کے واپس چلے آنے کے بعد آنحضرتؐ کو معلوم ہوا کہ فاطمہؑ کسی حاجت کے لیے میرے پاس آئی تھیں۔ حضرت علیؑ نے پورا واقعہ بیان کیا۔ آنحضرتؐ نے

فرمایا کہ میں تم دونوں کو ایسی چیز بتادوں جو خادمہ سے بہت بہتر ہے۔ جب تم دونوں سونے لگو ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔ جناب فاطمہؑ نے تین بار فرمایا میں راضی ہوئی خدا اور اس کے رسولؐ سے۔

حضرت علیؑ فرماتے ہیں ہم نے جب سے اس تسبیح کو پایا کبھی ترک نہیں کیا۔ (اصابہ ج۸ ص ۱۵۹) یہ وہی تسبیح ہے جو آج تسبیح فاطمہ زہراؑ کے نام سے مشہور ہے۔

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جب آنحضرتؐ جناب فاطمہؑ کے پاس سے تسبیح تعلیم فرماکر واپس آئے تو یہ آیت نازل ہوئی ولما تعرضن منہم ابتغاء رحمة من ترجوھا فقل لھم قولا میسورا (قرآن کریم) ترجمہ: جب تو ان سے منہ پھیر لے اس امید پر کہ تجھے خدا کی طرف سے رحمت نازل ہو تو ان سے آسانی سے بات کر۔ تو جناب رسول خداؐ نے حضرت فاطمہؑ کو خدمت کے لیے ایک لونڈی عطا فرمائی اور اس کا نام فضہ رکھا۔ (مناقب ابن شہر آشوب حالات فاطمہ زہراؑ ص ۱۲۶)

ابن حجر عسقلانی نے اصابہ فی تمیز الصحابہ جلد ۸ میں لکھا ہے کہ کانت شاطرة الخدمة جناب فضہ جلد جلد کام کرتی تھیں۔ پھر بھی خاتون جنت نے تمام کام کا بار فضہ پر نہیں ڈالا تھا بلکہ باری مقرر کر دی تھی۔ ایک دن فضہ اور دوسرے دن خود مرسل اعظمؐ کی بیٹی کام کرتی تھیں۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ اگر دو کام ہوتے تھے تو اس میں فضہ کو اختیار ہوتا تھا۔ ایک دن آپ نے فرمایا فضہ یا تو تم آٹا خمیر کر لو میں روٹی پکاؤں یا میں آٹا گوندھ لوں اور تم روٹی پکالو۔ فضہ نے عرض کی بی بی میں آٹا بھی گوندھ لوں گی اور چولہا بھی سلگا دوں گی آپ روٹی پکالیجیے۔ یہ کہہ کر فضہ ایندھن کا انتظام کرنے لگیں لیکن لکڑیوں کا بوجھ اٹھ نہ

سکا تو آپ نے وہ دعا پڑھنی شروع کی جو خود آنحضرتؐ نے آپ کو تعلیم فرمائی تھی یا واحد لیس کمثلہ احد تمیت کل احد وتفنی وانت علی عرشک واحد لا تاخذہ سنۃ ولا نوم۔ تاثیر دعا سے ایک اعرابی ظاہر ہوا جو قبیلہ ازد کا معلوم ہوتا تھا وہ باب فاطمہؑ تک لکڑیاں پہنچا گیا۔ (اصابہ ج ۸ ص ۱۶۷، معالی السبطین ج ۲ ص ۱۳۶)

آپ کا زہد و ورع

جناب فضہ بڑی کامل الایمان عورت تھیں۔ وہ خانوادۂ رسالت میں بحیثیت ایک خادمہ کے آئی تھیں لیکن انھوں نے اپنی نیک نفسی، حسن کردار اور محبت والفت کی بنا پر ہر شخص کے دل میں جگہ پیدا کر لی تھی۔ ہر چھوٹا بڑا ان سے خاندان کے ایک فرد کے مانند محبت کرتا تھا۔ ان کی عزت کسی طرح گھر کی بڑی بوڑھیوں سے کم نہ تھی۔ ہر شخص کی زبان پر فضہ ہی فضہ تھا۔

امیر المومنین علیہ السلام اور فاطمہ زہراؑ کے گھر میں آئے دن فاقے ہوتے رہتے تھے۔ کوئی اور کنیز ہوتی تو بھاگ کھڑی ہوتی مگر فضہ نے فاقوں میں اپنی زندگی اس خندہ پیشانی سے گزار دی کہ کیا کوئی عیش کی حالت میں گزارے گا۔ یہ انھیں کا کام تھا کہ دو دو دن کے فاقے میں چکیاں پیستی تھیں مگر تیوریوں پر بل نہ آتا تھا۔ اہل بیتؑ کی صحبت کی وجہ سے ان کا دل خدا سے لگ گیا تھا، دنیا کی زیب و زینت کی ان کی نظر میں کوئی قدر نہ تھی۔ جسمانی لذتوں سے منھ موڑ کر روحانی لذتوں کی طرف متوجہ ہو گئی تھیں۔ آخرت کا خیال ہر وقت ان کے پیش نظر رہتا تھا۔ شب و روز ان کو یاد خدا سے کام تھا۔ دن میں روزہ رکھتی تھیں اور رات بھر عبادت خدا میں مشغول رہتی تھیں۔

سورہ ہل اتیٰ میں آپ کی شمولیت

ایک مرتبہ فرزندان رسولؐ حسنین علیہما السلام ایسے بیمار ہو گئے کہ روز بروز ناتوانی بڑھنے لگی۔ آنحضرتؐ خانۂ جناب سیدہؑ میں تشریف لائے اور تین روزے رکھنے کے بارے میں ارشاد فرمایا۔ علیؑ و فاطمہؑ اور بچوں نے تین روز کے روزے مان لیے تو جناب فضہ جن کو شاہزادوں سے وہی محبت تھی جو ایک شفیق ماں کو ہوتی ہے انھوں نے بھی اس نذر میں شرکت فرمائی۔ جب ایفائے نذر کا وقت آیا امیر المومنین علیؑ بن ابی طالب تین صاع جو ایک یہودی سے اجرت پر لے کر آئے اور کتائی کے لیے اون بھی۔ جناب سیدہؑ نے اون کے تین حصے کیے۔ ایک حصہ اون کا کات لیا تب اس کی اجرت کے ایک تہائی جو چکی میں اپنے ہاتھ سے پیسے آٹا گوندھا اور پانچ روٹیاں پکائیں اور افطار کا وقت آیا تو پانچوں حضرات اپنی اپنی روٹیاں کھانے کے لیے بیٹھے تھے کہ ایک سائل نے دروازے سے پکارا اے اہل بیتؑ رسالت! میں بھوکا ہوں مجھے کھانا کھلاؤ، خدا تمھیں جنت کے خوان عطا فرمائے گا۔ یہ سن کر سب نے اپنے اپنے آگے سے روٹیاں اٹھا کر سائل کو دے دیں۔ جناب فضہ نے بھی جو اہل بیتؑ کی محبت کی برکت سے معرفت الٰہی کے بہترین مدارج پر فائز تھیں اپنی روٹی سائل کو دینے کے لیے امیر المومنینؑ کے سپرد کر دی اور سب نے پانی سے روزہ افطار کیا۔ پھر دوسرے دن بغیر کچھ کھائے ہوئے روزہ رکھا گیا اور روٹیاں تیار کی گئیں اور جب کھانے کا وقت آیا تو سائل نے آکر دروازے سے آواز دی میں بھوکا ہوں اور پھر پانچوں افراد نے اپنی اپنی روٹیاں اٹھا کر سائل کو دے دیں۔ اسی طرح تیسرا روزہ بھی صرف پانی سے رکھا گیا اور جب افطار کا

وقت آیا تو پھر سائل آگیا۔ اس طرح متواتر اہل بیتؑ رسالت نے بغیر کچھ کھائے ہوئے صرف پانی سے روزے رکھے اور اپنی روٹیاں اٹھا کر سائل کو دے دیں۔ اور تینوں دن جناب فضہ بھی اہل بیتؑ کی اس عبادت و سخاوت میں شریک رہیں۔ اسی لیے اللہ نے جب حضرت علیؑ و فاطمہؑ اور ان دونوں فرزندوں کی شان میں اس عبادت و سخاوت پر سورہ ہل اتیٰ نازل فرمایا تو اس میں کنیزی کا لحاظ اٹھا کر خدا نے جناب فضہ کو بھی برابر کی جزا دی۔ (اصابہ ج ۸ ص ۱۶۷)

اسد الغابہ میں لکھا ہے کہ تینوں دن جناب فاطمہ زہراؑ نے آٹا پیسا اور روٹیاں پکائیں۔ آپ کو یہ گوارا نہ ہوا کہ جس فضہ نے ان کے فرزندوں کی صحتیابی پر روزہ رکھا ہے ان سے اس حالت میں کام لیا جائے۔ (اسد الغابہ ج ۵ ص ۳۴)

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں یعنی علیا و فاطمة والحسن والحسین وجاریتهم فضة اس آیت یوفون بالنذر میں جناب امیرؑ، جناب فاطمہؑ، امام حسنؑ، امام حسینؑ اور ان کی کنیز فضہ مراد لیا ہے۔ (تفسیر برہان ج ۴ ص ۱۱۶۴)

آپ کا علم و ہنر

مورخین کا بیان ہے کہ جناب فضہ فن کیمیاگری میں ماہر تھیں۔ علامہ رجب علی برسی کتاب مشارق الانوار میں لکھتے ہیں کہ آپ جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا کے خانۂ اقدس میں آئیں اور ان کی ظاہری غربت اور افلاس کو دیکھا تو اکسیر کا ذخیرہ نکالا اور تانبے کے ٹکڑے پر اس اکسیر کو استعمال کیا جس سے تانبا بہترین سونا بن گیا اور جناب فضہ اس کو لے کر حضرت امیر المومنینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپ نے اسے دیکھ کر فرمایا کہ اے

فضہ! تم نے بہترین سونا بنایا ہے لیکن اگر تم تانبے کو بھی پگھلا دیتیں تو اس سے زیادہ بہتر سونا بن جاتا۔ فضہ نے از روئے تعجب کہا کہ مولا! آپ اس فن سے بھی واقف ہیں؟ آپ نے امام حسینؑ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ علم تو ہمارا یہ بچہ بھی جانتا ہے۔ پھر فرمایا کہ اے فضہ! ہم تمام علوم سے واقف ہیں۔ اس کے بعد آپ نے اشارہ فرمایا اور زمین کا ٹکڑا بہترین سونے اور جواہر میں تبدیل ہو گیا۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا یا فضہ مالھذا خلقنا اے فضہ! ہم اس کے لیے نہیں پیدا کیے گئے۔ (انوار علویہ و دمعہ ساکبہ ص ۱۳۰)

مطلب یہ تھا کہ ہم زر و جواہر اور مال و دولت کے لیے نہیں پیدا کیے گئے۔ ہماری غرض خلقت تبلیغ دین اور فروغ انسانیت ہے۔ علامہ شیخ جعفر نقدی تحریر فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ جناب فضہ کا حضرت عمر بن خطاب سے کسی مسئلہ فقہ میں اختلاف ہو گیا اور فضہ نے اپنی علمی قوت سے انھیں شکست دے دی تو انھوں نے از روئے تعجب کہا شعرۃ من آل ابی طالب افقہ من جمیع آل خطاب آل ابی طالب کا ایک معمولی بال بھی تمام آل خطاب سے فقہ جاننے والا ہے۔ (انوار علویہ ص۵۰)

آپ کا علم قرآن

چونکہ قرآن اہل بیتؑ کے ساتھ تھا اور اہل بیت قرآن کے ساتھ اس لیے اس گھر میں ہر وقت اسی کا چرچا اور تذکرہ رہتا تھا۔ فضہ ہر وقت خدمت میں رہتی تھیں۔ صحبت محمدؐ و آل محمدؐ کی برکت نے ان کو علم قرآن و حدیث کی بڑی عالمہ بنا دیا تھا بلکہ قرآن تو ان کے رگ و پے میں سرایت کر گیا تھا۔ انھوں نے اس خوف سے کہ کوئی جھوٹی بات زبان سے نہ نکل جائے بولنا بہت کم کر دیا

تھا اور جو کچھ بولتی تھیں وہ قرآن کی آیات ہوتی تھیں۔ جو مطلب کسی پر ظاہر کرنا ہوتا تھا اسی مضمون یا اس سے ملتی جلتی کوئی آیت قرآن پڑھ دیتی تھیں اور لوگ آپ کا مطلب سمجھ لیتے تھے۔ بیس سال اسی طرح بولتی رہیں اس بنا پر ان کا نام متکلمہ بالقرآن ہو گیا تھا (یعنی قرآن سے کلام کرنے والی)۔

ابوالقاسم قشیری نے اپنی کتاب میں ایک شخص کی زبانی یہ واقعہ نقل کیا ہے اس کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ صحرا میں اپنے قافلے سے بچھڑ گیا۔ وہاں میں نے ایک بہت ہی سن رسیدہ خاتون کو پایا تو میں نے ان سے دریافت کیا آپ کون ہیں؟ انھوں نے جواب میں یہ آیت پڑھی قُلْ سَلٰمٌ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ٥ سلام کہہ پس انھیں معلوم ہو جائے گا۔ (سورہ الزخرف آیت ۸۹) میں اپنی اس بے ادبی اور کوتاہی پر نادم ہوا اور فوراً اسلام کیا اور دریافت کیا آپ یہاں کیسے آ گئیں؟ انھوں نے جواب میں پھر قرآن کی آیت پڑھی مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ (سورہ زمر آیت ۳۷) جس کی ہدایت اللہ کرے اس کو گمراہ کرنے والا کوئی نہیں ہے۔

میں سمجھ گیا کہ راستہ بھول گئی ہیں۔ میں نے عرض کیا آپ جنوں میں سے ہیں یا انسانوں میں سے؟ انھوں نے جواب میں یہ آیت پڑھی یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ اے بنی آدم اپنے آپ کو سجائے رکھا کرو۔ (سورۃ الاعراف ۳۱)

میں سمجھ گیا کہ انسان ہیں جن نہیں ہیں۔ میں نے پوچھا آپ کہاں سے تشریف لا رہی ہیں؟ انھوں نے یہ آیت پڑھی يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ (حٰم سجدہ آیت ۴۴) وہ دور دراز مقام سے پکارے جاتے ہیں۔ میں سمجھ گیا کہ دور دراز مقام سے آ رہی ہیں۔ میں نے عرض کیا منزل کہاں کا ارادہ ہے؟ انھوں نے جواب میں یہ آیت پڑھی وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ (سورہ آل عمران آیت ۹۷) میں سمجھ گیا کہ آپ حج کے لیے تشریف لے جا رہی ہیں۔ میں نے پوچھا آپ کتنے دن سے

سفر میں ہیں؟ انھوں نے یہ آیت پڑھی وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ (سورہ ق آیت ۳۸) اور بہ تحقیق ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے مابین ہے اس کو چھ دن میں پیدا کیا۔ میں سمجھ گیا کہ آپ چھ دن سے سفر میں ہیں۔ میں نے پھر پوچھا کیا آپ کچھ کھائیں گی؟ انھوں نے فوراً ہی یہ آیت پڑھی وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا لَّا يَأْكُلُوْنَ الطَّعَامَ (سورۃ الانبیاء آیت ۸) اور ہم نے ان کے اجسام ایسے نہیں بنائے کہ وہ کھانا نہ کھا سکیں۔ میں نے انھیں کھانا کھلایا پھر اونٹ پر بیٹھ کر چلنے لگا، وہ پاپیادہ تھیں، میں نے کہا اب آپ ذرا تیز قدموں سے چلیں۔ انھوں نے جواب میں یہ آیت پڑھی لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا (البقرہ آیت ۲۸۶) اللہ نے ہر نفس کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دی ہے۔ میں سمجھ گیا کہ تیز نہیں چل سکتیں۔ میں نے عرض کیا کیا آپ میرے ساتھ اونٹ پر بیٹھ کر سفر کریں گی؟ انھوں نے جواب میں یہ آیت پڑھی لَوْ كَانَ فِيْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا (سورہ الانبیاء) اگر ان دونوں (زمین وآسمان) میں دو خدا ہوتے تو یہ دونوں فاسد ہو جاتے۔ میں سمجھ گیا کہ آپ کو میرے ساتھ بیٹھنے میں عذر ہے لہٰذا میں سواری سے اتر گیا اور انھیں سواری پر بٹھا دیا۔ جب وہ سواری پر بیٹھ گئیں تو یہ آیت پڑھی سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا (سورہ زخرف آیت ۱۲) پاک ہے وہ ذات جس نے یہ سواری ہمارے لیے مسخر کی ہے۔

میں نے دیکھا کہ اب وہ مطمئن ہیں۔ جب ہم قافلے کے قریب پہنچے تو میں نے پوچھا کیا اس قافلے میں آپ کا کوئی واقف کار ہے؟ جواب میں انھوں نے یہ آیت پڑھی یَا دَاوُدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ۔ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ۔ یَا یَحْیٰی خُذِ الْکِتٰبَ۔ یَا مُوْسٰی اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ۔ (سورہ ص آیت ۲۵، سورہ

آل عمران آیت ۳۸، سورہ مریم آیت ۱۲، سورہ طٰہٰ آیت ۱۲-۱۱)

راوی کا بیان ہے، میں نے قافلے میں پہنچ کر آواز دی اے داؤد! اے محمدؐ! اے یحییٰ! اے موسیٰ! میری آواز سن کر چار نوجوان سامنے آ گئے۔ میں نے ان معظمہ سے پوچھا یہ چاروں جوان آپ کے کون ہیں؟ انھوں نے یہ آیت پڑھی اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَةُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا (سورہ کہف آیت ۴۶) مال و اولاد دنیاوی زندگی کی زینت ہیں۔ میں سمجھ گیا کہ یہ سب ان کے لڑکے ہیں۔ اس کے بعد ان معظمہ نے یہ آیت پڑھی یٰۤاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ اِنَّ خَیْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِیُّ الْاَمِیْنُ ۰ (سورہ القصص آیت ۲۶) اے بابا ان کو اجرت پر رکھ لیجیے اس لیے کہ آپ جس کو اجرت پر رکھیں گے وہ طاقت و امانت میں بہتر ہوگا۔ میں سمجھ گیا کہ یہ میری سواری کا کرایہ اور اجرت دلانا چاہتی ہیں۔ یہ سن کر ان لڑکوں نے مجھے کچھ مال دیا۔ اس کے بعد انھوں نے یہ آیت پڑھی وَاللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ اللہ جس کے لیے چاہتا ہے اضافہ کرتا ہے۔ (البقرہ آیت ۲۶۱)

یہ سن کر ان لڑکوں نے مجھے کچھ اور مال دیا۔ میں نے ان جوان لڑکوں سے پوچھا یہ معظمہ آپ کی کون ہیں؟ انھوں نے جواب دیا یہ ہماری والدہ فضہ ہیں۔ جو جناب فاطمہ زہرا کی کنیز ہیں۔ انھوں نے بیس سال سے سوائے آیات قرآنی کے ایک لفظ اپنے منھ سے ادا نہیں کیا۔ (مناقب ابن شہر آشوب ترجمہ بحار الانوار جلد ۲ ص ۱۱۳)

آپ کے کرامات

جناب فضہ بظاہر کنیز تھیں لیکن وہ محمدؐ و آل محمدؐ کی نگاہ میں بڑی ممتاز خاتون تھیں اور ان کی نگاہ کرم کی وجہ سے اللہ کے نزدیک ان کا بڑا مقام تھا۔

وہ مستجاب الدعوات تھیں اور صاحب کرامات۔

(۱) ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ماہ رمضان کی ایک شب جناب امیرالمومنینؑ نے رسولِ خدا کو مدعو کیا۔ آنحضرتؐ نے دعوت قبول کرلی اور خانۂ امیرالمومنینؑ میں روزہ افطار کیا۔ اگلے دن حضرت فاطمہ زہراؑ نے دعوت دی اور آپ نے قبول فرماکر روزہ افطار فرمایا۔ پھر امام حسنؑ نے دعوت دی اس کے بعد امام حسینؑ نے درخواست کی آپ نے ان شہزادوں کی دعوت قبول فرماکر روزہ ان کے گھر افطار کیا۔ یہ دیکھ کر جناب فضہ نے بھی آنحضرتؐ کو اگلے روز روزہ افطار کرنے کی دعوت دے دی۔ جب نماز مغربین کے بعد آنحضرتؐ اپنے گھر ہو کر جناب فضہ کے یہاں جانے کا ارادہ کیا تو جبرئیل نے آکر کہا یا رسول اللہؐ! آپ سیدھے جناب فضہ کے مکان پر تشریف لے جائیں، یہ رب جلیل کا حکم ہے کیونکہ فضہ دروازۂ سیدہ پر آپ کی منتظر ہے۔ چنانچہ آپ سیدھے جناب فضہ کے مکان پر تشریف لائے۔ اہل بیت طاہرینؑ نے تعظیم کی اور آداب و سلام بجالاتے۔ حضرت نے فرمایا کہ میں آج فضہ کا مہمان ہوں۔ یہ سن کر امیرالمومنینؑ نے فضہ سے فرمایا کہ تم نے ہمیں کیوں نہیں بتایا کہ حضورؐ کو دعوت دی ہے۔ ہمیں بتادیا ہوتا تو ہم کھانے کا انتظام کرتے اور تمھاری مدد کرتے۔ فضہ نے عرض کی مولا! میں آپ کی کنیز ہوں، آپ اطمینان رکھیں، سب انتظام ہوجائے گا۔ اس کے بعد آپ اندر گئیں مصلیٰ بچھاکر دو رکعت نماز ادا کی اور بارگاہ خداوندی میں دعا کی، مالک! اپنے حبیب کی دعوت کا انتظام فرما۔ دعا قبول ہوئی اور مائدۂ آسمانی نازل ہوا۔ وہ اسے لے کر باہر آئیں اور سب نے طعام جنت تناول فرمایا۔ حضرت نے کھانے کے بعد ارشاد فرمایا الحمدللہ! کہ خدا نے مریم بنت عمران کی طرح میری بیٹی کی کنیز کو بھی جنت سے طعام منگانے کا شرف

بخشا ہے۔ (مصائب القلوب و ریاض القدس ج ۲ ص ۲۶۱ طبع ایران)

(۲) ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جناب فضہ اپنی باری کے دن کاروبار کے سلسلہ میں کچھ لکڑیاں اٹھا کر لانا چاہتی تھیں۔ زیادہ وزنی ہونے کے باعث آپ سے اٹھ نہیں رہی تھیں۔ انھوں نے فوراً وہ دعا پڑھی جو رسولؐ خدا نے آپ کو تعلیم فرمائی تھی جس کی ابتدا یہ ہے یا احد لیس کمثلہ شیئ؁ الخ اس دعا کا پڑھنا تھا کہ ایک اعرابی ظاہر ہوا اور اس نے ایندھن اٹھا کر سیدہ کے دروازے پر لا کر رکھا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ ملک تھا۔ (معالی السبطین ج ۲ ص ۱۳۶)

(۳) کتب مقاتل میں ہے کہ شہادت امام حسینؑ کے بعد جب ان کی لاش اقدس پر گھوڑے دوڑاتے جانے کا بندوبست کیا گیا تو حکم جناب زینبؑ کے مطابق فضہ نے (ابوالحارث) نامی شیر کو آواز دی تھی اور اس نے برآمد ہو کر نعش مبارک کی حفاظت کی تھی۔ (سفینۃ البحار ج ۲ ص ۳۶۵)

(۴) ریاض القدس میں ہے کہ جب شام غریباں آئی تو جناب فضہ نے بچوں کو پیاس سے تڑپتا دیکھا تو خیال ہوا کہ کہیں اولاد رسولؐ پیاس سے ہلاک نہ ہو جائے آپ ایک مقام پر گئیں خدمت رسولؐ کا واسطہ دے کر بارگاہ اقدس میں مناجات کی۔ آپ کی دعا قبول ہوئی اور ایک پانی کا ڈول آسمان سے نازل ہوا۔ آپ اسے لے کر بیمار امام کی خدمت میں آئیں۔ پانی دیکھ سید سجاد کو غش آگیا پھر جناب زینبؑ کی خدمت میں وہ پانی لے کر آئیں اور بچوں کو پلانے کی درخواست کی۔

مصائب جناب سیدہؑ پر آپ کا کردار

تاریخ شاہد ہے کہ حضرت عمر نے فاطمہؑ کے گھر میں بعد پیغمبرؐ آگ لگانے کی دھمکی دی اور دروازہ گرا دیا جس سے ان کے بطن مبارک میں جناب محسن

شہید ہو گئے تھے۔ علامہ مجلسی لکھتے ہیں کہ جب بی بی سیدہ کے پہلو پر دروازہ گرا اور بنت رسولؐ زخمی ہو کر زمین پر گریں تو بے اختیار زبان سے یہ جملے نکلے تھے یا رسول اللہ ھکذا یفعل بحبتك وابنتك، یا فضۃ خذینی و علی ظھرك مسند یعنی فقل واللہ قتل ما فی احشائی اے رسولؐ خدا! آپ کی پیاری بیٹی سے یہ سلوک کیا جا رہا ہے، اے فضہ! ذرا مجھ کو سنبھالو اور میری پشت کی طرف سے مجھے سہارا دو، خدا کی قسم میرے بطن میں میرا بچہ (محسن) شہید ہو گیا ہے۔ (بحار الانوار ج ۸ طبع ایران)

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب عمر بن خطاب کی ضرب سے زخمی ہو کر فاطمہؑ بنت رسولؐ علیل ہو گئیں اور انھوں نے سمجھ لیا کہ میں اب بچوں گی تو مجھے چند وصیتیں کیں ان میں سے ایک وصیت یہ تھی کہ میرے غسل و کفن میں تمہارے اور حسنؑ و حسینؑ اور زینب و ام کلثوم اور فضہ و اسماء بنت عمیس کے علاوہ کسی کو شریک نہ کیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ (معالی السبطین ج ۱ ص ۱۳۹)

ایک روایت میں یہ واقعہ اس طرح مرقوم ہے کہ حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ جناب سیدہ نے جہاں مجھ سے اور بہت سے عہد لیے ان میں سے ایک یہ تھا کہ میری وفات کے بعد مردوں میں عبداللہ بن عباس، سلمان فارسی، عمار یاسر، مقداد بن اسود، ابوذر غفاری، حذیفہ یمانی اور عورتوں میں ام سلمہ، ام ایمن اور فضہ کے علاوہ کسی کو شریک نہ کیا جائے۔ ایک روایت میں فضلؓ اور ابن مسعود کا بھی ذکر ہے۔ چنانچہ حضرت علیؑ نے ایسا ہی کیا۔ (سفینۃ البحار ج ۲)

حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ جب فاطمہؑ بنت رسولؐ کا انتقال ہو گیا اور انھیں کفن پہنایا جا چکا تو میں نے چہرۂ سیدہ کو بند کرتے ہوئے جہاں زینب و ام کلثوم اور حسنؑ و حسینؑ کو آواز دی تھی وہاں فضہ کو بھی پکارا تھا کہ ھلموا تزودوا امکم

آؤ اور اپنی ماں کا آخری دیدار کر لو۔ (سفینۃ البحار ج۲ ص ۳۶۵)

وفات جناب سیدہ کے بعد آپ کی زندگی

شہادت جناب فاطمۂ زہرا کے بعد فضہ اسی گھر میں رہیں اور ان کے بعد حضرت زینب و ام کلثوم کی خدمت کو اپنا فریضہ قرار دے لیا تھا۔ علامہ مہدی حائری لکھتے ہیں لما ماتت فاطمۃ انضمت الی زینب وکانت تخدمہا فی بیتہا وتارۃ فی بیت الحسنؑ وتارۃ فی بیت الحسینؑ فلما خرجت عقیلۃ القریش مع اخیہا الحسین من المدینۃ الی العراق خرجت فضۃ معہا حتی اتت کربلا حضرت فاطمہ زہرا کی وفات کے بعد جناب فضہ حضرت زینب کی کنیزی میں آگئیں اور ان کے خانۂ اقدس میں خدمت کے فرائض انجام دینے لگیں اور بعض اوقات امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے گھر میں بھی خدمت کے فرائض انجام دیتی تھیں۔ پھر عقیلۃ القریش حضرت زینبؑ اپنے بھائی امام حسینؑ کے ساتھ مدینہ سے عراق کی طرف روانہ ہوئیں تو جناب فضہ ان کے ہمراہ چلیں اور کربلا کے میدان میں آئیں۔ (چودہ ستارے)

وفات جناب سیدہ کے بعد ورقہ بن عبداللہ ازدی نے حج کے موقع پر مخدرہ آل محمدؐ کی مدح سرائی کرتے سنا، لوگوں سے معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ یہ فضہ ہیں تو بعد آنحضرت معصومۂ عالمیان کے رنج و غم کا حال ان سے دریافت کیا۔ اس سوال پر فضہ تڑپ گئیں، آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور فرمایا اے ورقہ! تو نے میرے دل کی دبی ہوئی آگ کو پھر روشن کر دیا۔ پھر اس طرح بیان کرنے لگیں اے ورقہ! وفات پیغمبر قیامت کا نمونہ تھی۔ صبر قلیل رہ گیا تھا مصائب کثیر تھے ہر آنکھ رو رہی تھی، ہر دل سے دھواں اٹھ رہا تھا۔ زن و مرد صغیر و کبیر جزع و

فزع کر رہے تھے مگر ان سب سے زیادہ بے تاب میری بی بی فاطمہؑ تھیں۔ ہر لحہ رنج و غم بڑھ رہا تھا اور ہر لحظہ حالت متغیر تھی۔ سات روز جب اسی طرح بسر ہو گئے تو آٹھویں دن آپ باپ کی قبر پر آئیں۔ مرد راستہ چھوڑ کر الگ جا کھڑے ہوئے۔ عورتوں اور بچوں نے آپ کو حلقہ میں لے لیا۔ قلب مدینہ سے ایک دردناک آواز پیدا ہوئی جو آسمان تک گئی۔ چراغ والوں پر چراغ گل ہو گئے۔ آپ اس شان سے چلیں کر دیکھنے والی عورتوں کو گمان ہوا کہ آنحضرتؐ قبر سے باہر آ گئے۔ ایک دہشت عظیم پھیل گئی۔ آپ نے فریاد کی وا ابتاہ وا اسفاہ وا محمداہ وا ابا القاسماہ یا ربیع الارامل والیتامیٰ امن القبلۃ والمصلی ومن لابنتک الوالھۃ الثکلی۔ آپ کے پائے مبارک لغزش میں تھے اور قبر جس قدر قریب ہوتی جاتی تھی رفتار میں سستی آتی جاتی تھی۔ قبر مطہر پر پہنچ کر آپ ایسا بے قراری سے روئیں کہ غش کھا کر گر پڑیں۔ پانی چھڑک کر ہوش میں لایا گیا آپ نے فرمایا دفعت قوتی وخاننی جلدی و شمت بی عدوی والکمد۔ میری طاقت سلب ہو گئی اور صبر نے ساتھ چھوڑ دیا میرا دشمن خوش ہوا اور شماتت کرنے لگا۔ بابا! آپ کے بعد میرا کوئی مونس نہ رہا جس سے دل بہلے یا کوئی میرے آنسو پونچھے۔ آپ کے اٹھ جانے سے سلسلہ وحی منقطع اور ملائکہ کی آمد و رفت مسدود ہو گئی۔ دنیا کا رنگ بدل گیا، کھلے ہوئے دروازے بند ہو گئے۔ اب میں دنیا سے بیزار اور آپ پر رونے کے لیے تیار ہوں۔ آپ سے ملنے کا شوق زیادہ اور رنج و غم افزوں ہے۔ پھر فاطمہؑ نے ایک آہ کی۔ قریب تھا کہ روح جسم سے مفارقت کر جائے۔ اے ورقہ! سیدہ عالم کی ان کے باپ کے غم میں یہ حالت تھی۔

(ناسخ التواریخ جلد۴ ص ۱۴۰)

واقعہ کربلا میں آپ کی شرکت

جناب فضہ وہ مقدس خاتون ہیں جنھوں نے محمدؐ و آل محمدؐ کی کنیزی کو اپنی دنیا و آخرت کی کامیابی سمجھ لیا تھا۔ انھوں نے اس کنیزی میں وہ رنگ بھرا کہ قیامت تک ان کا نام محمدؐ و آل محمدؐ کے تذکروں میں مہتاب کی طرح چمکتا رہے گا۔ جب وفات پیغمبرؐ کا وقت قریب آیا تو آپ نے فرمایا اے فضہ! میں تم سے بہت خوش جا رہا ہوں، اگر کوئی تمنا ہو تو مجھ سے بیان کرو۔ جناب فضہ نے عرض کی یا رسول اللہ! میں کنیزیِ بتول سے بہتر کوئی چیز نہیں سمجھتی، اب کس نعمت کا سوال کروں۔ حضورؐ پر نور نے فرمایا فضہ! تیری تین دعائیں قبول ہیں جو دل چاہے مانگ لے، اللہ تیری تین دعائیں قبول فرمائے گا۔ فضہ نے دست بستہ عرض کی یا رسول اللہ! اگر میری تین دعائیں قبول ہیں تو ایک دعا تو میں یہ مانگتی ہوں کہ میں امام حسینؑ اور بی بی زینب کو اکثر دیکھتی ہوں کہ دونوں بھائی بہن بیٹھ کر مشورہ کرتے ہیں کہ ہم کربلا جائیں گے اور بچوں کا خون دے کر اسلام کی نصرت کریں گے۔ زینبؑ تم چادر دینا اور میں سر دوں گا۔ یا رسول اللہ! جب یہ دونوں بھائی بہن کربلا جائیں تو میں بھی اس وقت تک زندہ رہوں۔ دوسری دعا یہ ہے کہ امام حسینؑ مجھے ساتھ بھی لے جائیں۔ تیسری دعا یہ ہے کہ اس وقت تک خدا میرے جسم میں اتنی طاقت و قوت باقی رکھے کہ میں امام حسینؑ اور جناب زینبؑ کی خدمت کر سکوں۔

پیغمبر اسلام یہ سن کر آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا فضہ! تیری یہ تینوں دعائیں بارگاہِ خداوندی میں قبول ہیں۔

کسی شخص نے جناب فضہ پر اعتراض کیا کہ اے فضہ! تجھے مانگنے کا

طریقہ نہیں آتا۔ اگر حضورؐ مجھ سے فرماتے کہ تین دعائیں مانگ لو تو میں وہ سب کچھ مانگتا کہ دنیا قیامت تک میری تعریف کرتی۔ فضہ نے پوچھا آپ کیا مانگتے جواب دیا کہ میں ایک تو قیامت تک کی زندگی مانگتا، دوسرے قیامت تک بادشاہی مانگتا اور تیسرے مرنے کے بعد جنت مانگتا۔ گویا دنیا بھی اور آخرت بھی۔ فضہ نے جو جواب دیا اس کو کسی شاعر نے ان الفاظ میں کیا خوب بیان کیا ہے ؎

بلبل کو گل پسند گلوں کو ہوا پسند   ہم بوترابیوں کو ہے خاکِ شفا پسند
یہ اپنی اپنی طبع ہے اے ساکنانِ خلد   تم کو ارم پسند ہمیں کربلا پسند

جناب فضہ نے محبت اہل بیتؑ میں بڑی مصیبتیں اٹھائیں لیکن زندگی کے آخری لمحات تک ان کا دامن نہ چھوڑا۔ کربلا میں امام حسینؑ کے ساتھ تھیں۔ مدینہ سے کربلا تک سفر کی صعوبتوں اور کربلا کے مصائب و آلام میں شریک رہیں اور خاندان نبوت کی خدمت کرتی رہیں۔ جناب زینبؑ کو ہر حیثیت سے اپنی شاہزادی کا قائم مقام سمجھتی تھیں اور ان کا اسی طرح احترام کرتی تھیں۔ امام حسینؑ اور جناب زینبؑ بھی آپ کا احترام کرتے تھے۔ چنانچہ جب امام مظلوم روز عاشور آخری رخصت کے لیے در خیمہ پر آئے ہیں تو اپنی بہن زینب و ام کلثوم اور صاحبزادی فاطمہ اور سکینہ کے ساتھ جناب فضہ کو بھی سلام کیا ہے۔

۱۱ رمحرم الحرام کو جب اہل بیتؑ کی روانگی کا وقت آیا تو جناب زینبؑ نے تمام عورتوں اور بچوں کو سوار کرا دیا لیکن جناب زینبؑ کو سوار کرانے والا کوئی نہیں تھا، راوی کہتا ہے کہ اس وقت میں نے دیکھا کہ ایک سیاہ رنگ کی سن رسیدہ کنیز آگے بڑھی اور اس نے سوار کرایا۔ میں نے لوگوں

سے پوچھا کہ یہ عورت کون ہے؟ انھوں نے بتایا کہ یہ فضہ ہیں جو فاطمہ زہراؑ کی کنیز ہیں۔ (معالی السبطین ج ۲ ص ۵۴ ماخوذ از چودہ ستارے)

کربلا کے بعد بھی وہ تمام مرحلوں میں جناب زینب و ام کلثوم کے ساتھ تھیں۔ جب یزید نے اہل حرم کو اپنے دربار میں بلایا تو مخدرات عصمت اس طرح بھرے دربار میں داخل ہوئیں کہ ان کے بازوؤں میں رسی بندھی ہوئی تھی اور سب برہنہ سر تھیں۔ جناب زینب کے سامنے جناب فضہ کھڑی تھیں۔ یزید نے چاہا کہ ان کو ہٹا کر آپ سے باتیں کرے۔ جناب فضہ کسی صورت سے ہٹنے کے لیے تیار نہ ہوئیں۔ یزید نے حکم دیا کہ اس حبشی کنیز کو تازیانے مار کر ہٹا دو۔ اس وقت یزید کی پشت پر کچھ حبشی ننگی تلواریں لیے کھڑے تھے۔ یہ سن کر جناب فضہ نے ان سے فرمایا کہ تمھاری غیرت کو کیا ہو گیا ہے کہ یزید تمھارے قوم و قبیلہ کی عورت پر ظلم کر رہا ہے اور تم کھڑے دیکھ رہے ہو۔ یہ سنتے ہی وہ غلام یزید کے سامنے آگئے اور کہنے لگے اے یزید! یہ عورت ہمارے قوم و قبیلہ کی ہے، اگر اس کے ساتھ کوئی زیادتی ہوئی تو ہم سے برداشت نہ ہوگا اور یہیں خون کے دریا بہہ جائیں گے۔ جب حبشیوں کی یہ باتیں جناب فضہ نے سنیں تو رو کر کہنے لگیں اے بدبختو! میں تمھاری حمایت سے ذرا خوش نہیں، تم ایک کنیز کا تو اتنا خیال کر رہے ہو اور میری شہزادی جناب زینب کی بے پردگی کا ذرا خیال نہیں۔ کیا تم نہیں جانتے کہ یہ کون زینب ہیں؟ ارے یہ تمھارے نبیؐ کی نواسی ہیں۔

زندان شام میں وہ اہل حرم کے ساتھ تھیں۔ جتنی مصیبتیں خاندان رسولؐ پر نازل ہوئیں فضہ پہلو سے پہلو ملائے رہیں۔ واقعہ کربلا کے بعد وہ پوری زندگی سایہ کی طرح جناب زینبؑ کے ساتھ رہیں اور اپنے مولا امام حسینؑ

کی وصیت پر عمل فرماتی رہیں جو رخصت آخر کے وقت آپ نے فضہ سے فرماتی تھی کہ اے فضہ! میری بہن زینبؑ کا خیال رکھنا وہ ہر محل پر اس ارشادِ امام کی طرف متوجہ رہیں۔ جب آپ قید یزید سے چھوٹ کر مدینہ واپس آئیں تو گوشہ نشین ہو گئیں اور ملنا جلنا چھوڑ دیا۔ کیا کہنا آپ کی محبت اہل بیتؑ سے محبت کا اور کیا کہنا آپ کے ایمانی مراتب کا۔

وفات

بروایت خلاصۃ المصائب مدینہ سے دوبارہ شام کی جانب جناب زینب کو سفر کرنا پڑا تب بھی آپ شہزادی زینب کے ساتھ تھیں اور جب قریب دمشق جناب زینب کی شہادت واقع ہوئی تو آخری خدمات کا شرف حاصل کر کے قبر کی مجاوری اختیار کی اور اپنی شہزادی کے قدموں میں جان دے دی۔ آپ کی قبر بھی آج زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ آپ کی صحیح تاریخ وفات معلوم نہ ہو سکی۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ آپ کی قبر بائیں پائے حضرت زینب اسی روضہ میں ہے جس کو آج زینب بنت فاطمہؑ زہرا کا روضہ کہا جاتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ خود جناب زینب کا دوبارہ شام کی طرف جانا ہی ثابت نہیں ہے۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ یہ روضہ بنات طاہرات جناب امیر المومنینؑ میں سے کسی اور صاحبزادی کا ہو۔ واللہ اعلم بالصواب

خدا ہر ایک اس مرد و عورت کو جو غلامی اہل بیتؑ کا دم بھرتا ہے اس کنیز فاطمہ زہراؑ کے مزار کی زیارت کا شرف بخشے اور ان کے نقش قدم پہ چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

عمر: آپ کی عمر ایک سو بیس سال بتائی جاتی ہے۔

اولاد

ابوالقاسم قشیری والے واقعہ سے مستفاد ہوتا ہے کہ آپ کے چار فرزند تھے جن کے نام داؤد، محمد، یحییٰ اور موسیٰ تھے۔

علامہ نجم الحسن کراروی مرحوم نے آپ کی اولاد کے سلسلہ میں ایک لڑکی بھی لکھی ہے جس کا نام مسکہ تھا۔ اس لڑکی کی ایک لڑکی تھی جس کا نام شہرت تھا۔ شہرت ایک دن حج کو جارہی تھی، راستہ میں اس کی سواری تھک کر بیٹھ گئی۔ اس نے آسمان کی طرف منہ کر کے کہا خدایا! تو نے مجھے کہیں کا نہ رکھا، اب نہ گھر جاسکتی ہوں نہ مکہ پہنچ سکتی ہوں۔ راوی مالک بن دینار کہتا ہے کہ اس کہنے کے فوراً بعد جنگل کے درختوں سے ایک شخص اونٹنی کی مہار پکڑے ہوئے برآمد ہوا اور اسے بٹھا کر مکہ لے گیا۔ (بحار الانوار، سفینۃ البحار ج ۲ ص ۳۲۵، مناقب ج ۶ ص ۳۰، چودہ ستارے)